جمع و ترتیب قرآن الہامی ہے

(از مولوی محمد اکبر صاحب پرتابگڈھی متعلم جماعت پنجم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

برادران ملت! اسلام ایک ابدی مذہب ہے اس کے بعد کسی جدید مذہب کی ضرورت نہیں یہ خدا کا آخری مذہب ہے اور اس کے لانیوالے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ یہ زمان و مکان کی قید سے آزاد ہے یعنی یہ کہ یہ مذہب نہ تو مذاہب کی طرح کسی جماعت کے ساتھ خاص ہے اور نہ کسی ملک و وطن کے ساتھ۔ ظاہر ہے جبکہ یہ ابدی مذہب ہے اور زمان و مکان کی قید کے ساتھ مقید بھی نہیں تو ضرورت تھی کہ اس کی اساس و بنیاد بھی اسقدر مضبوط و مستحکم ہو کہ گردش لیل و نہار اس کو اپنی جگہ سے ہٹا نہ سکیں۔ مرور زمانہ کے ساتھ ہی ساتھ اس میں بھی تغیر کی ضرورت نہ محسوس کی جائے۔ چنانچہ سرور کائنات جملہ انبیاء کے برخلاف تمام دنیا کے لئے رحمۃ بنا کر بھیجے گئے اور چونکہ یہ مذہب آخری مذہب تھا اور آپ کے بعد کسی نبی کی گنجائش نہ تھی اس لئے آپ خاتم النبیین بھی بنا کر بھیجے گئے۔ آپکو جو کتاب عطا کی گئی وہ ایک ایسی مشعل ہدایت تھی جو کہ قیامت تک کیلئے دی گئی تھی اس لئے اس کی حفاظت کا انتظام خود اس کے مصنف نے اپنے ہی ذمہ لے لیا تاکہ کہیں اسی مشعل ہدایت کو مدہم یا گل کر کے ہوائے فسق و فجور دنیا پر شرک و کفر کی ظلمت نہ طاری کر دے اس آفتاب عالمتاب کی کرنوں کو دنیا کے ذرہ ذرہ تک پھیلانے کیلئے وہ خود ہی ہر وقت و ہمہ آن محافظ رہا۔ نزول قرآن کے مختلف مراحل تھے لیکن ہر مرحلہ پر اس نے خاطر خواہ انتظام کر کے شک و ارتیاب کا دروازہ ہی بند کر دیا۔ قاصد اس فرشتہ کو مقرر کیا گیا۔ جس پر سوائے ذات باری کے کسی کو اختیار نہیں اس کی قوت و طاقت اور امانت کا اعلان حسب ذیل الفاظ میں فرمایا گیا۔ انہ لقول رسول کریم ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین (تکویر) بیشک یہ ایک معزز فرشتہ کا پہنچایا ہوا پیغام ہے وہ قوت و طاقت والا ہے۔ اور مالک عرش بلند کے دربار میں اس کا بڑا درجہ ہے۔ مطاع و امانت دار ہے۔ قاصد خدا کو ان اوصاف سے خصوصیت کے ساتھ اسی لئے متصف کیا گیا ہے کہ یہ سب کے سب حفاظت قرآن پر دال ہیں۔ ایک پیامبر کے لئے سب سے زیادہ ضروری اوصاف جو کچھ ہو سکتے ہیں وہ سب کے سب اس قاصد میں موجود ہیں۔ وہ کریم اور قوی ہے اس لئے کسی جنات یا انسان میں یہ طاقت نہیں کہ وہ اس کی مرضی کی خلاف اس میں کچھ بھی کمی یا زیادتی کر سکیں۔ وہ امین ہے اور امانت کا اقتضا ہے کہ اس کے تمام لوازم کا لحاظ کر کے مرسل الیہ تک پہنچا دے۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ وہ ذی قوۃ ہے اور کوئی بھی اس کی مرضی کے خلاف اس میں رد و بدل نہیں کر سکتا لیکن یہ بھی تو ممکن ہے کہ خود اس کی نیت میں فتور پیدا ہو جائے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جب وہ دوسروں سے محفوظ و مصئون رکھنے کیلئے ذی قوۃ ہو تو خود اپنے نفس کی شرارت سے باز رہنے کے لئے امین بھی ہو یہی وہ صفات ہیں جن کی بنا پر وہ تمام اہل سما و الارض کے نزدیک مطاع ہے اور کسی کو بھی اس کے حکم سے سرتابی کرنے کی مجال نہیں۔ دوسرا مرحلہ خود اس کی ذات تھی جس پر کہ وہ کتاب نازل کی جا رہی ہے کیونکہ اس سے بھی یہ خطرہ ہو سکتا تھا۔ لیکن اس

پیام ربانی کا مہبط تو تمام دنیا کی آلائشوں سے پاک تھا۔ اس کا اشد ترین مخالف بھی ایک حرف کہنے کا موقعہ نہیں پاتا تھا اس کے مخالف بھی اسے امین کے لقب سے پکارتے تھے۔ اس نے اپنے صادق ہونے کے ثبوت میں خود اپنی زندگی کو دنیا کے سامنے پیش کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ لو شاء اللہ ما تلوته علیکم ولا ادرٰکم به فقد لبثت فیکم عمرا من قبله افلا تعقلون۔ اگر خدا چاہتا تو میں قرآن پڑھکر سناتا ہی نہیں اور نہ خدا اس سے تمکو آگاہ کرتا اس سے پہلے تو میں تم میں مدتوں رہ چکا ہوں کیا تم سمجھے نہیں ہو۔

تیسرا اور سب سے اہم مرحلہ خود ان لوگوں کا تھا جن کے لئے یہ کتاب مشعل راہ بنائی گئی تھی۔ کیونکہ موسیٰ و عیسیٰ نبینا علیہما السلام کے متبعین ہی وہ لوگ تھے جنھوں نے کہ اپنی اپنی خواہشات و لالچ کے پیچھے پڑکر اپنی اپنی مشعلوں کو مدہم یا گل کردیا۔ جیسا کہ سورۂ آل عمران میں فرمایا گیا ہے۔ فنبذوه وراء ظهورهم واشتروا به ثمنا قليلا۔ انھوں نے کتاب اللہ کو پس پشت ڈال دیا اور اس کے عوض دنیا کی متاع قلیل لے بیٹھے۔ اور اسی پر اکتفانہ کیا بلکہ اس میں من مانی تحریف بھی شروع کردی جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔ یحرفون الکلم عن مواضعه ونسوا حظا مما ذکروا به۔ کلمات کو ان کی جگہ سے بدلدیتے تھے اور جن امور کی نصیحت کئے گئے تھے اس کا بڑا حصہ بھلا بیٹھے۔

لیکن خداوند قدوس نے اپنی اس کتاب کا مخاطب اول ان لوگوں کو بنایا۔ جن کی قوت حافظہ بے نظیر تھی حتیٰ کہ وہ غیر ضروری اشیاء مثلاً گھوڑوں اور اونٹوں کے بھی پشتہاپشت کے نسب نامے یاد رکھتے تھے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ قرآن خدا کا آخری صحیفہ تھا اور ہمیشہ ہمیش کے لئے بھیجا گیا تھا تمام دنیا کی اصلاح و فلاح کا دارومدار تھا اس لئے اس کی حفاظت و صیانت کا ذمہ بجائے انسانوں کے خود اس نے لے لیا۔ جیسا کہ فرمایا گیا۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ بیشک ہم نے ہی اس نصیحت نامہ کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ ایک دوسرے مقام پر فرمایا۔ لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه۔ اس کتاب کے آگے پیچھے باطل کا گذر نہیں۔ ان آیتوں سے قرآن پاک میں تغیر و تبدل اضافہ و نقصان غرضیکہ ہر چیز کی نفی کردی گئی کیونکہ یہ سب کی سب حفاظت و صیانت قرآن کے منافی ہیں۔ کوتاہ دامن غیر مسلموں نے یہ دیکھکر کہ اگرچہ قرآن میں اس تیرہ سو سال کے دوران میں کسی قسم کی تحریف نہیں ہوئی اور اس جنس گرانمایہ سے انکا دامن پہلے ہی خالی تھا۔ اس لئے ان کی چشم حسد اس تفضل و برتری کو برداشت نہ کرسکی۔ ادھر مسلمان مصنفین و واعظین کی ایک افسوسناک لاعلمی نے انھیں اعتراض کا موقع بہم پہنچا دیا۔ چنانچہ انھوں نے شور مچانا شروع کردیا کہ قرآن مجید ناقص ہے اور انسانوں کا جمع کردہ ہے۔ لہذا غیر معتبر ہے۔ دیگر غیر مسلم فرقوں نے بھی اس بارے میں ان کی تقلید کی۔

اگر غیر مسلم فرقوں نے ترتیب قرآن پر اعتراض کیا تو یہ ہمارے لئے کچھ زیادہ باعث حیرت نہیں کیونکہ ان کی تمام مساعی اسی بات کی طرف مرکوز ہیں کہ وہ ہمارے اصل الاصول یعنی قرآن مجید کو غیر الہامی یا محرف و مسخ شدہ (نعوذ باللہ) ثابت کردیں تاکہ ہمارا اعتقاد اس الہامی کتاب سے جو کہ ہمارے مذہب کی بنیاد و اساس ہے اور جو ہماری معاشرت۔ تمدن و تہذیب اور اخلاق ہر ایک کا مکمل و اکمل ضابطہ ہے اٹھ جائے اور انکے دیرینہ مقاصد بروئے کار آجائیں۔

لیکن ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس قسم کے اعتراضات جو سراسر بیہودیانہ اور محض تاریخ اسلامی سے افسوسناک لاعلمی وجہالت کے پیداوار ہیں کسی ایسے مسلمان کی طرف سے کئے جاہیں۔ جو کہ خود بھی ایک کلمہ گو مسلمان ہے اور ہزاروں کلمہ گویوں کا رہنما سمجھا جاتا ہے اس سے ہماری مراد دہلی کے ایک پیر خواجہ حسن نظامی صاحب کی ذات ہے آپ نے چندماہ ہوئے کہ رائج الوقت قرآن کو حضرت عثمانؓ کا جمع کردہ قرآن قرار دیکر اور حضرت علیؓ کے جمع کردہ قرآن سے بہتر وفزوں تر ثابت کرکے جسقدر اسلام کی دشمنی کا حیرت انگیز ثبوت دیا ہے وہ ہمارے نزدیک غیر مسلموں کے حملوں سے بھی بڑھکر قرآن پر شدید حملہ ہے۔ خواجہ صاحب کی اس سلسلہ میں جتنی تحریریں شائع ہوئی ہیں وہ سب کی سب انتہائی گمراہ کن ہیں۔ وقت کی قلت فرصت کی کمی اور رسالہ کے صفحات کی قلت اس چیز کی اجازت نہیں دیتے کہ ہم انکی تحریروں کی طرف توجہ کریں۔

اس لئے ہم ہماروئے سخن ان کی جانب سے پھیر کر صرف اس بات کے دکھلانے کی کوشش کریں گے کہ قرآن کی موجودہ ترتیب نہ تو حضرت ابوبکر وعثمان رضی اللہ عنہما کی ترتیب ہے اور نہ کسی اور انسان کی بلکہ یہی اصلی والہامی ترتیب ہے یہ وہی ترتیب ہے جو سرورکائنات پر عرضۂ اخیرہ میں پیش کی گئی اوپر گذر چکا ہے کہ عرب کسقدر ذہین وقوی الحافظہ تھے۔ قرآن پاک کے بارے میں بھی ان کے حفظ پر اعتماد کیا جاسکتا تھا لیکن چونکہ مقصود غایۃ احتیاط تھا اس لئے ان کے حافظہ پر اعتماد نہیں کیا گیا کیونکہ یہ صورت خطرہ سے خالی نہ تھی۔

خود سرورکائنات پر جب کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ کے حکم سے کاتبان وحی میں سے کوئی بلایا جاتا۔ اور آپ کی ہدایت کے مطابق لکھا جاتا نیز اس کی تفصیل بھی اوپر گذر چکی ہے کہ خداوند قدوس کو قرآن کی حفاظت وصیانت کا کسقدر خیال تھا اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اپنے ذمہ لیلی ہے ان سارے مقدمات کو سامنے رکھتے ہوئے آگے پڑھئے۔

جمع قرآن

بکثرت روایات واحادیث سے یہ چیز ثابت ہوچکی ہے کہ خود سرورکائنات قرآن پاک کو لکھایا کرتے تھے اور صحابہ نے بھی اپنے اپنے طور پر علیحدہ لکھ رکھا تھا۔ خود قرآن پاک میں کتاب (نوشتہ) کے نام سے اس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ فرمایا۔ انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون (۲)، فی صحف مکرمۃ (۳) ذلك الکتاب لاریب فیہ (۴) والطور وکتاب مسطور۔

یہ مسلم ومتفق ہے کہ قرآن خود آپ لکھوا کر گئے تھے صحابہ کرام نے اس کثرت سے قرآن پاک لکھا اور لکھوایا کہ آپ کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں یہ لوگ اسی لکھے ہوئے قرآن پر بھروسہ نہ کرلیں چنانچہ آپ نے حکم دیا۔ لا تغرنکم ھذہ المصاحف المعلقۃ ان اللہ لایعذب قلبا وعی القرآن (منتخب کنز العمال ملک ۳۶)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس کی اس قدر کثرت ہوئی کہ ان کا صحیح شمار مشکل ہوگیا۔ علامہ ابن حزم ملل ونحل میں لکھتے ہیں مات عمر وما ئۃ الف مصحف من مصر الی العراق والشام والیمن۔ فمابین ذلك (ص ۸/۲)

یعنی مصر سے لیکر عراق وشام ویمن تک اور ان ممالک کے درمیان میں حضرت عمر کی وفات کے وقت قرآن کے ایک لاکھ نسخے موجود تھے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ جب آپ نے خود قرآن لکھوایا تو آیا کوئی ترتیب آپ کے پیش نظر تھی یا نہیں۔ اور پھر یہی اعتراض سورتوں کے متعلق ہوگا کہ آیا وہ بھی مرتب ہوچکیں تھیں یا کہ یونہی ان سب کو منتشر اوراق میں آیات منتشر کی

صورت میں جمع کر دیا گیا تھا۔ پھر جب یہ ثابت ہو جائے کہ قرآن کی خاص ترتیب کے ماتحت مرتب کیا گیا اور آیتیں بھی اسی طرح مرتب ہو چکیں تھیں تو کسی گیسو دراز اور جاہل پیر کے لئے یہ حق باقی نہ رہیگا کہ وہ کہہ سکے کہ یہ حضرت عثمانؓ کے ذوق سے مرتب ہوا تھا اور چونکہ حضرت عثمانؓ سے حضرت علیؓ (بخیال خود) زیادہ صاحب علم تھے اس لئے ان کی ترتیب حضرت عثمان کی ترتیب سے بہتر ہوگی۔

ترتیب آیات

ہمارا عقیدہ ہے کہ "جو قرآن مجید اسوقت ہمارے ہاتھوں میں ہے وہ بعینہ وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ کی معرفت اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اور اسی ترتیب پر ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عہد سعادت مہد میں لکھوایا۔ صحابہ کرام کو یاد کرایا اور خود پڑھا نہ اس کے کلمات میں کمی بیشی ہوئی اور نہ اس کی ترتیب میں تبدیلی ہوئی۔ لیکن ہم یہ عقیدہ رکھنے پر کیوں مجبور ہیں اسی عقدہ کے حل کرنے کی کوشش ہم آئندہ سطور میں کریں گے۔

(۱) اس چیز کے ہم اور خواجہ صاحب بھی سب کے سب بالاتفاق مقر ہیں کہ موجودہ قرآن کی ترتیب بلحاظ نزول نہیں ہے ورنہ اگر یہ ترتیب بلحاظ نزول ہوتی تو سب سے پہلے اقرء باسم ربک کو ہونا چاہیئے تھا کیونکہ بالاتفاق سب سے پہلی آیت وہی ہے اور پھر اس کے بعد جو سورتیں نازل ہوئیں انھیں ہونا چاہیئے تھا لیکن ایسا نہیں ہے اب اس کے علاوہ ترتیب کی صرف دو صورتیں ہیں (۱) وحی الٰہی کے مطابق اس کو مرتب کیا جاتا (۲) نزول کے اعتبار سے جو کہ صحابہ کا ذوق ہوتا۔ لیکن یہ صورت بھی نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ اس صورت میں قرآن کا حُسن غارت ہو جاتا کیونکہ آیتوں کے اترنے کے مواقع مختلف اور احوال متضاد ہیں ایسی حالت میں اگر ترتیب نزول کا اعتبار کیا جاتا تو اس کا حُسن معلوم!

پس جبکہ سورتیں ان دونوں صورتوں پر مرتب نہیں ہوئیں تو معلوم ہوا کہ ان کی موجودہ ترتیب توقیفی یعنی منجانب اللہ ہے علاوہ ازیں خود قرآن پاک سے ثابت ہے کہ اس کی ترتیب توقیفی ہے چنانچہ سورہ فرقان میں فرمایا گیا۔ وقال الذین کفروا لولا نزل علیہ القراٰن جملۃ واحدۃ۔ کافروں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن ایک ہی مرتبہ کیوں نہیں اتارا گیا قرآن پاک میں دو وجہیں بیان کی گئیں ہیں۔ لنثبت بہ فوادک ورتلناہ ترتیلا (۱) تثبیت فواد (ضبط صدر) (۲) ترتیل (ضبط کتابی) ترتیل لغت میں ہم جنس اشیاء کو عمدہ طور پر باترتیب رکھنے کو کہتے ہیں۔ اساس البلاغت میں ترتیل کے معنی حسن تالیف بھی ہے اور حسن تالیف کہتے ہیں کلام جن کلمات سے مرکب ہو ان کو مضمون نویسی میں مناسب موقعہ پر رکھا جائے معلوم ہوا کہ آیات ترتیب ربانی ہے اس کی تائید ابوداؤد کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مما تنزل علیہ الایات فیدعو بعض من یکتب لہ ویقول لہ ضع ھذہ الایۃ فی السورۃ التی یذکر فیھا کذا وکذا۔ یہ ترتیب بھی اللہ ہی کی طرف سے القاء ہوتی تھی۔ جیسا کہ سورہ نجم کی اس آیت میں فرمایا گیا۔ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ یعنی دین کے متعلق جو کچھ آپ فرمائیں وہ سب کی سب وحی خدا ہوتا ہے اور آپ کی خواہشات کو اس میں بالکل دخل نہیں۔ چہ جائیکہ عثمانؓ و ابوبکرؓ کو اس میں کچھ دخل ہو چنانچہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب آیت واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ۔ نازل ہوئی تو حضرت جبرئیل نے فرمایا ضعھا علی راس مائتین وثمانین من سورۃ البقر

اس آیت کو دو سو اکاسی آیتوں کے بعد رکھو چنانچہ موجودہ قرآن میں اس کا نمبر ۲۸۱ ہے معلوم ہوا کہ قرآن پاک کی ایک ایک آیت توقیفی (یعنی منجانب اللہ) ہے۔ علاوہ ازیں اور بھی قرائن ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی ترتیب توقیفی ہے مثلاً سورۂ ہود میں فرمایا گیا ہے فأتوا بعشر سور مثلہا۔ اس کے مثل دس سورتیں گھڑ کر لے آؤ۔ واقعتاً اس سورہ سے قبل دس ہی سورتیں نازل ہوئی تھیں اور یہ گیارہویں سورۃ تھی۔ سورۂ نون میں فرمایا گیا وما یتلی علیکم فی الکتاب فی یتامی النساء (آیت ۱۲۷) اس آیت میں جس کا حوالہ دیا گیا ہے وہ علی اختلاف الاقوال آیت نمبر ۲ وآتوا الیتمیٰ اموالہم یا آیت نمبر ۳ (وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی) ہے۔ یہ دونوں آیتیں اسی سورۂ (نساء) کی ہیں اور اس سے قبل ہیں۔ سورہ حج میں ہے احلت لکم الانعام الا ما یتلی علیکم اس سورۃ میں جن کا حوالہ دیا گیا ہے وہ سب سورتیں اس سورہ (حج) سے قبل کی ہیں بعد کی کوئی نہیں۔ علاوہ ازیں ابوداؤد کی حدیث ہے کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یعرف فصل السورۃ حتی تنزل بسم اللہ الرحمن الرحیم جب تک بسم اللہ نازل نہیں ہوتی تھی آپ کو سورت کے انقطاع کا علم نہیں ہوتا تھا۔ معلوم ہوا کہ ہر سورۃ کی آیتیں شروع سے آخر تک کسی خاص ترتیب کے ماتحت مرتب ہوتی تھیں ورنہ سورہ کے اختتام و انقطاع کے معنی کیا ہونگے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سورتوں کا فصل وحی ربانی ہے اجتہادی نہیں۔

ترتیب سور

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ عوام میں حیرت انگیز طور پر یہ مشہور ہے کہ سورتوں کے مرتب حضرت عثمان تھے لیکن اہل علم علماء کا ہمیشہ یہی عقیدہ رہا ہے کہ سورتیں بھی توقیفی (منجانب اللہ) ہیں۔ امام سیوطی اس پر بحث کرتے ہوئے اپنی تفسیر اتقان میں فرماتے ہیں۔ سورتوں کے توقیفی ہونے پر جو باتیں دلالت کرتی ہیں ان میں سے ایک امر یہ بھی ہے کہ حٰم سے شروع ہونے والی سورتیں یکے بعد دیگرے یکجا مرتب کی گئی ہیں اور یہی حال طٰس سے آغاز ہونیوالی سورتوں کا بھی ہے مگر مسبحات (سبح سے شروع ہونیوالی سورتیں) پے در پے نہیں ہیں۔ اور طسم الشعراء اور طسم القصص کے درمیان سورۂ طس کے ذریعہ باوجود اس کے کہ وہ ان دونوں سورتوں کے مقابلہ میں بہت چھوٹی ہے فصل ڈال دیا گیا ہے لہذا اگر سورتوں کی ترتیب اجتہادی ہوتی تو مسبحات کو پے در پے یکجا کر کے رکھا جاتا اور سورہ طس کو سورہ القصص سے موخر کر دیا جاتا۔ (اتقان ص ۶۱) احادیث بھی اس چیز کی شاہد ہیں کہ قرآن کی سورتیں عہد نبوی میں مرتب ہو چکی تھیں۔ چنانچہ بخاری میں حدیث ہے۔ کان یعرض علی النبی صلعم القرآن کل عام مرۃ فعرض علیہ مرتین فی العام الذی قبض (بخاری جلد دوم پ ۲ ص ۷۴۵) معلوم ہوا کہ اس عرضۂ اخیرہ میں ضرور کوئی خاص ترتیب تھی کیونکہ قرآن مکمل ہو چکا تھا اور اگر یہ صورت اختیار نہ کی جاتی تو معلوم ہے کہ کس قدر صعوبت برداشت کرنی پڑتی کیونکہ قرآن ایک ایسی کتاب ہے جس کے اجزا متعدد اور مضامین مختلف ہیں۔

یہ وہی ترتیب ہے جس ترتیب کے ساتھ آج قرآن ہمارے سامنے موجود ہے کیونکہ بالاتفاق یہ وہی قرآن ہے جسے حضرت عثمانؓ نے اکناف عالم میں شائع کیا تھا کیونکہ حضرت عثمانؓ نے جس قراۃ پر لوگوں کو جمع کیا تھا وہ وہی قراۃ تھی جو کہ آپ پر عرضۂ اخیرہ میں پیش کی گئی تھی۔ جیسا کہ بخاری میں ہے ان الذی جمع علیہ عثمان الناس یوافق العرضۃ الاخیرۃ (فتح الباری پ ۲۰ ص ۴۳۸)

اس کی وجہ یہ ہے کہ زید بن ثابت خود عرضۂ اخیرہ میں موجود تھے قسطلانی شرح بخاری میں ہے کان زید شھد العرضۃ الاخیرۃ وکان یقرئ الناس بھا حتی مات ولذلک اعتمدہ الصدیق جمعہ وولاہ عثمان کتابۃ المصاحف (مصری ۳۷ ج ۷)
یعنی یہ کہ حضرت زید عرضۂ اخیرہ (مابین جبرئیل ونبی اکرم) میں حاضر تھے۔ اپنی موت تک آپ اسی کے مطابق پڑھاتے رہے۔ اسی لئے حضرت ابوبکر نے بھی آپ پر اعتماد کیا اور حضرت عثمان نے بھی انہیں سے نقلیں کرائی تھیں۔ کتاب المعارف لابن قتیبہ میں یہ بھی ہے کہ حضرت زید نے عرضہ اخیرہ صرف سنا ہی نہیں بلکہ اپنا لکھا اور جمع کردہ قرآن بھی رسول اللہ کو سنایا اور اس کا مقابلہ بھی کرتے گئے (مطبوعہ مصر ص ۸۸)

اس کے علاوہ بہت سی حدیثیں ... ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آیتوں کی طرح سورتوں کی ترتیب بھی الہامی اور اصلی ہے۔ ہم طوالت مضمون کے خوف سے صرف ایک حدیث اور لکھکر اس سلسلہ کو ختم کرتے ہیں بسند احمد ابن ماجہ وابوداؤد میں ایک روایت ہے کہ آنحضرت رات کے وقت وفد بنی ثقیف کو قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے ایک دن معمول کے خلاف آپ دیر سے آئے وجہ تاخیر کے متعلق جب سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کچھ منزل قرآن مجید کی پڑھنے سے رہ گئی تھی مجھے پسند نہ آیا کہ اسے ناتمام چھوڑ دوں (اوس صحابی نیز راوی حدیث) کہتے ہیں کہ میں نے آنحضور کے اصحاب سے پوچھا کہ آپ لوگ قرآن کی منزلیں کیسے پڑھا کرتے ہیں۔ انھوں نے جواب دیا ہماری منزلیں یہ ہیں تین سورتیں (فاتحہ سے مائدہ تک گو یہ چار ہیں مگر فاتحہ کا تذکرہ اس لئے نہیں کیا گیا کہ وہ ام القرآن (مستقل قرآن) ہے) پانچ سورتیں (مائدہ سے یونس تک) سات سورتیں (از یونس تا بنی اسرائیل) نو سورتیں (از یونس تا بنی اسرائیل) نو سورتیں (از بنی اسرائیل تا شعراء) گیارہ سورتیں (از شعراء تا صافات) تیرہ سورتیں (از شعراء تا صافات) تیرہ سورتیں (از صافات تا قاف) اور مفصل (قاف سے آخر قرآن تک ۶۵ سورتیں جو مفصل کہلاتی ہیں سب کی سب ایک دفعہ معلوم ہوا کہ قرآن کی سات منزلیں اس وقت بھی تھیں جیسا کہ موجودہ قرآن میں ہیں یہ بھی یاد رہے کہ اوس صحابی ہیں وفد بنی ثقیف کے ایک رکن تھے جو کہ طائف سے ۹ھ میں غزوہ تبوک کے بعد آکر مدینہ میں باریاب ہوتے تھے یہ لوگ چند دن ٹھہر کر پھر واپس چلے گئے اور اس کے بعد عہد نبی میں کبھی مدینہ نہیں آئے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن پاک عہد نبوی میں مرتب ہو چکا تھا اس کا مرتب وجامع خود خدائے رحمٰن ہے آیات کی ترتیب الہامی اور ربانی ہے اسی طرح سے سورتوں کی ترتیب بھی الہامی وربانی ہے نیز ضمناً یہ چیز بھی ثابت ہوگئی کہ اب جو شخص اس میں کسی قسم کے نقص کا دعوی کرے گا خواہ وہ ایڈیٹری کے نقدان ہی کا دعوی کیوں نہ ہو وہ کسی فرد پر نہیں بلکہ خود خدائے رحمٰن پر کرتا ہے اور اس قسم کی حرکتیں ایک یہودی ہی کرسکتا ہے مسلمان کی شان سے یہ بعید ہے۔

جمع صدیقی کی حقیقت

پھر جبکہ یہ مسلم ہے کہ قرآن خود رسول اللہ نے لکھوایا اور وہ صحابہ کی ایک کثیر تعداد کے پاس بھی تھا تو جمع صدیقی کے معنی کیا ہیں حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابوبکر نہ تو قرآن کے جامع تھے اور نہ آپ نے اسے مرتب کیا تھا بلکہ جب مسیلمہ کذاب کے فتنہ کے فرد کرتے ہوئے ستر قرا شہید کردئے گئے تو حضرت عمر کو خدشہ گذرا کہ کہیں تمام حفاظ ختم نہ ہوجائیں چنانچہ آپ کے مشورہ سے حضرت ابوبکر نے زید بن ثابت کو حکم دیا کہ وہ رسول اللہ کے اس قرآن سے جو کہ مابین الدفتین موجود تھا نقل کرائیں چنانچہ وہی نقل کیا گیا اور اسی کی اشاعت تمام دنیا میں کی گئی۔